A. Weber — A History of Philosophy

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ
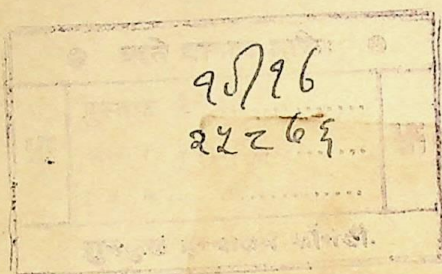
تاریخ فلسفہ

مصنفۂ الفرڈ ویبر

کا

اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی ایچ۔ ڈی۔
پروفیسر فلسفہ کلیہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۴۶ھ ـــ ۱۳۳۷ف ـــ ۱۹۲۸ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسز رِفش باخر کی اجازت سے جن کو
حق اشاعت حاصل ہے اُردو میں
ترجمہ کرکے طبع وشایع کیگئی ہے۔

رائے ناظر مذہبی

اساتذہ سے توقع کی جاتی ہے کہ تلامذہ کو درس دیتے وقت
الٰہیات کے فلسفی مسائل و مذاہب کی حقیقت نمایاں کرنے
کے لیے آیات الٰہی کو پیش نظر رکھینگے اور تشریح کے لیے
"مفاتیح الغیب" سے مدد لینگے فقط

۱۴ - رجب - ۱۳۴۷ -

عمادی

ناظر مذہبی جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

فہرست مضامین تاریخ فلسفہ

تمت

مقدمہ

۱۔ فلسفہ۔ الٰہیات علم

فلسفہ تلاش ہے فطرت کے ایک جامع نقطۂ نظر کی اور ایک کوشش ہے اشیاء کی ہمہ گیر توجیہ کی، فلسفہ علوم کا خلاصہ بھی ہے اور ان کا تکملہ بھی، یہ ایک کلی علم بھی ہے اور علم بمعنی حکمت (سائینس) سے علیحدہ اور ممیز شئی بھی، اپنی بڑی بہنوں مذہب و شاعری کی طرح نفس انسانی کے مظاہر میں اس کی ایک خاص حیثیت ہے۔

ہر علم کا موضوع واقعات کا ایک خاص مجموعہ ہوتا ہے، اس میں ان واقعات و مظاہر کے اسباب کی تلاش کیجاتی ہے اور ایسے قوانین مرتب کئے جاتے ہیں جن کے مطابق یہ مظاہر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے فلسفے میں نفس انسانی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ واقعات کے ایسے مجموعوں اور ان کے جزئی قوانین سے بالاتر ہے اور دنیا کو بحیثیت مجموعی ایک کلی (عالمگیر) واقعہ اور مظہر سمجھ کر اس کی علت العلل یا علت اولیں کو تلاش کرے۔ بالفاظ دیگر فلسفہ اس سوال کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ دنیا کیوں موجود ہے اور جیسی یہ ہے ایسی کیسے ہو گئی؟[1]

---

[1] اگر فلسفے کو علت اولیٰ کی تلاش کہا جائے۔ تو اس کی تعریف میں الٰہیات مابعد الطبعیات وغیرہ آجاتے ہیں جو فلسفہ اس تلاش کو چھوڑ دیتا ہے اور ایک علمی مرکب ہونے پر قناعت کرتا ہے اس کو فلسفہ ایجابی (Positive Ph.) یا ایجابیت Positivism کہتے ہیں۔ فلسفۂ ایجابیت کی بنیاد اس تاریخی حقیقت پر رکھی جا سکتی ہے کہ فلسفے کے مختلف نظام ہمیشہ ایک دوسرے کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ اس حالت میں یہ بالکل اساس تجربی پر قائم ہوتا ہے، یا ہو سکتا ہے کہ اس کی تعمیر فہم انسانی کے تخیل عقلی پر مبنی ہو،

اگرچہ فلسفے کا ایک خاص موضوع اور ایک خاص دائرہ فکر و عمل ہے تاہم دیگر علوم کے ساتھ اس کا نہایت ہی قریبی رشتہ ہے اور سائنس اپنے آپ کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- صورت اول میں اس کو ارتیابیت کہیں گے اور صورت ثانی میں اعتقادیت، ارتیابیت کے بالکل مخالف اذعانیت (Dogmatism) ہے۔ یقین، خواہ وہ سادہ لوحی کی وجہ سے ہو یا اس یقین کا نتیجہ ہو کہ نفس انسانی میں یہ قابلیت ہے کہ وہ اشیاء اور ان کی علت اولیٰ کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ عقلیت (Rationalism) اس نتیجے تک استخراجی (Apriori) طریقے سے پہنچتی ہے۔ تجربیت (Empiricism) سوائے مشاہدہ اور استقرا کے اور کوئی طریقہ استعمال نہیں کرتی اس کا طریقہ استقرائی (Aposteriori) ہے۔ خالص یا اولیاتی تخیل تصوریت (Idealism) کو پسند ہے، کیونکہ تصوریت فکر (عقل) کو حالت اولین سمجھتی ہے جو سب سے بالاتر ہے اور سب سے پہلے تھی برخلاف اس کے تجربیت کی بنیاد اس نظریہ پر ہے کہ نہ صرف عقل علت اولیٰ نہیں بلکہ یہ خود ایک حقیقت قابل سے مشتق ہے، یعنے یہ حقیقیت (Realism) پر مبنی ہے (اگر حقیقیت کو اس کے جدید معنوں میں لیا جائے) اگر علت اولیٰ کے عمل کو غیر شعوری اور بے ارادہ سمجھیں اور مقصدی قرار نہ دیں تو حقیقیت مادیت اور (Mechanism) میکانیت بنجاتی ہے۔ تصوریت روحانیت بنجاتی ہے جب یہ علت اولیٰ کو متشخص کر دیتی ہے اور اس کو صرف ایک تصور ہی نہیں سمجھتی جو حقیقت کا جامہ پہن رہا ہے بلکہ ایک ایسی ہستی قرار دیتی ہے جو اشیا سے بالاتر ہے اور ان پر اپنے آزاد ارادہ سے (Theism) یا غیر متبدل قوانین کے ذریعے (Deism) حکومت کرتی ہے۔ یہ ہے ثنویت نفس اور مادہ کی، خالق اور مخلوق کی بخلاف نیچریت وحدیت یا وحدت وجود کے۔ کہ یہ علت اور وجود کے تصور کو ایک ہی سمجھتی ہے اور علت اولیٰ کو اشیاء کا وجود اصلی قرار دیتی ہے (Immananoy of God) اور اس کے احوال اور ظہورات کے مجموعے کو جسے کائنات کہتے ہیں ایک زندہ وحدت شمار کرتی ہے (وحدیت) اور اس کو ایک ہی مجموعی ہستی سمجھتی ہے جو اپنی ہی فطرت کے قوانین کے ماتحت چلتی ہے۔ وحدیت (Monism) یا مطلق ہوگی یا کثرتی۔